قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 9 جولائی 2022ء | 9 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 9 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:139

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ ابۡنَیۡ اٰدَمَ بِالۡحَقِّ ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِہِمَا وَلَمۡ یُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقۡتُلَنَّکَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲۸﴾ (المائدہ:28)

ترجمہ: اور اُن کے سامنے حق کے ساتھ آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ پڑھ کر سُنا جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا۔ (جواباً) اس نے کہا یقیناً اللہ متقیوں ہی کی (قربانی) قبول کرتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ إِنَّهَا لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا

(سنن الترمذی، کتاب الاضاحی، باب ما جاء فی فضل الاضحیة)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی نے قربانی کے دن جانوروں کا خون بہانے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب عمل نہیں کیا۔ یہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیں گے۔ اور (ان کا) خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ کے ہاں مرتبہ پاتا ہے، سو ان قربانیوں کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرو۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

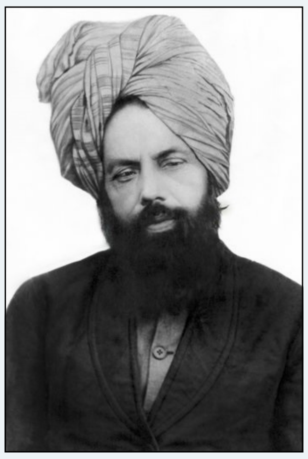

ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں۔ اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے۔ بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے۔ اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا اسی لیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کو روح نہیں مانتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہوسکتی جو اصل مقصد ہے۔ اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔ روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے…

غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہوجاتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لیے جب روح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خود بخود ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 420-421 ایڈیشن 1984ء)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کس طرح تقویٰ کے حصول کے لیے توجہ دلائی ہے اور کیا معیار ہیں جو ہم نے حاصل کرنے ہیں۔ اس بارے میں آپ کے چند اقتباسات میں نے لیے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں۔‘‘ (یعنی ظاہری قربانیاں بند نہیں کیں) ’’تا معلوم ہو کہ ان کی قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔‘‘

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 482)

پس حقیقی قربانی دلوں کا ذبح کرنا ہے؟ اپنے نفس کو مارنا ہے۔ دلوں کا ذبح کرنا کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو چھوڑنا، اپنے نفس کو مارنا ہے۔ ایمان کے اعلیٰ معیار حاصل کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔‘‘ (ہر پاکبازی اور نیکی کی اصل جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔) ’’جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘ فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا‘‘ (جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اس سے گناہ سرزد نہیں ہو گا۔ جان بوجھ کر گناہ سرزد نہیں ہو گا۔) ’’کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 244)

(خطبہ عید الاضحیٰ 22 اگست 2018ء)

اس شمارہ میں

- التجاء بحضور الٰہی (منظوم)
- ’’ابراہیم بنو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)
- حیاتِ نورالدینؓ
- اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ
- سنت ابراہیمی یعنی بت شکنی

ادارہ الفضل عید الاضحیہ کے مبارک موقع پر اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدھم اللہ تعالیٰ، تمام قارئین کرام اور جملہ خیر خواہوں کی خدمت میں دلی عید مبارک پیش کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اس شعائر اللہ کے تعلق میں تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

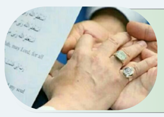

دربارِ خلافت

تمام احکامات پرعمل انسان کی اخلاقی اور دینی خوبصورتی کے لئے ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے بعد مَیں نے مختلف موقعوں پہ، معاشرے کے مختلف طبقوں کے بارے میں جو باتیں کیں، اب اللہ تعالیٰ جو حکم ہمیں دیتا ہے وہ یہ ہے کہ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا (الانعام:153) کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔

اسلام کی ایک اور خوبصورت تعلیم اور خدا تعالیٰ کے ایک اہم حکم کی طرف یہاں توجہ دلائی جارہی ہے کہ تمام احکامات پرعمل انسان کی اخلاقی اور دینی خوبصورتی کے لئے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر احکامات کو مختلف مواقع کے لحاظ سے جو کھول کر بیان فرمایا ہے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر یا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ کام ہونے چاہئیں۔ یہاں یہ حکم دیا کہ یہ اُس وقت ہوسکتا ہے جب تمہارے دل صاف ہوں، جب تمہارے دل اس جذبے سے بھرے ہوئے ہوں کہ میں نے ہر عمل جو کرنا ہے وہ اس سوچ کے ساتھ کرنا ہے، ہر حکم پرعمل کی طرف اس لئے توجہ کرنی ہے کہ میں نے اپنے خدا سے کئے گئے عہد کو پورا کرنا ہے اور سب سے بڑا عہد جو اللہ تعالیٰ سے ایک مومن کا ہے، ایک احمدی کا ہے وہ عہدِ بیعت ہے۔ اگر اس عہد کی حقیقت کو ہم سمجھ لیں تو خود بخود تمام احکام پرعمل اور نیکیاں کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائطِ بیعت میں جو عہد لیا ہے اُس میں اس طرح جامع طور پر ہمیں پابند کیا ہے کہ اگر ہم انہیں وقتاً فوقتاً دہراتے رہیں تو احمدی معاشرہ تمام برائیوں سے پاک ہوسکتا ہے۔

مختصراً مَیں یہ بیان کرتا ہوں کہ شرائطِ بیعت میں ہم کیا عہد کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ زندگی کے آخری لمحے تک شرک نہیں کرنا اور شرک کی مختلف قسمیں ہیں جن کا رمضان کے مہینے میں شروع کے خطبات میں پہلے بڑی تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ پھر یہ کہ جھوٹ، زنا، بدنظری، فسق و فجور، خیانت، بغاوت، فساد سے بچنا ہے۔ ان میں بھی فحشاء کے ضمن میں ان کا بیان ہو چکا ہے۔ اور کبھی ان کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دینا۔ پھر یہ کہ نمازوں کی پابندی، درود اور استغفار پر زور اور باقاعدگی ہو۔ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنا اور اس بات پر اُس کی حمد کرنا۔ یہاں آئے ہوئے بہت سارے لوگ جو پاکستان میں حالات کی وجہ سے یہاں آئے ہیں اُن پر تو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آزادی بھی دی اور مالی طور پر بہت بہتر کر دیا۔ پس اس بات پر بجائے کسی فخر اور تکبر اور غرور کے اللہ تعالیٰ کی حمد ہونی چاہئے، اُس کے احسانوں کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ پھر فرمایا کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا تعلق اور کبھی شکوہ نہ کرنا۔ جب اللہ تعالیٰ انعامات دیتا ہے تو اُس کا شکرگزار ہونا اور اگر بعض امتحانات میں سے گزرنا پڑتا ہے تب بھی شکوہ نہیں کرنا۔ دنیا کی رسوم سے اپنے آپ کو آزاد کروا کر، ہر قسم کی ہوا و ہوس سے اپنے آپ کو بچا کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پرعمل کرنا۔ تکبر اور بڑائی چھوڑ کر عاجزی اور انکساری کو اختیار کرنا۔ اسلام کی عزت کو اپنی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھنا۔ مخلوق کی ہمدردی اور انسانیت کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنا۔ خدمتِ خلق کا یہ جذبہ بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ آپ سے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اور آپ کی اطاعت کا غیر معمولی نمونہ قائم کرنا اور کسی چیز کو اس کے مقابلے پر اہمیت نہ دینا۔

پس یہ عہد ہے جو ہم نے احمدیت میں داخل ہو کر کیا ہے۔ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم اس عہد کو پورا کر رہے ہیں۔ رمضان میں بہت ساری نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ یہ بھی جائزہ لینا چاہئے تھا اور لینا چاہئے۔ آج بھی آخری دن ہے بلکہ سارا سال ہمیں لیتے رہنا چاہئے۔ اس میں نیکیوں کی طرف جو توجہ پیدا ہوئی ہے اُس کو جاری رکھنا چاہئے کہ کس حد تک ہم ان پرعمل کر رہے ہیں یا کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ سے عہدِ وفا کو نبھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ عہد کرو گے تو تمہیں اجرِ عظیم ملے گا۔ ایسا اجر ملے گا جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس عہد پر قائم رہنے کا عہد کرو اور اُس پر عمل کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی وعدہ فرماتا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہدوں کو پورا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی صاف کر کے ہر قسم کی میل کچیل سے پاک کر کے اُن متقیوں میں شامل کرے گا، اُن لوگوں میں شامل کرے گا جو اُس کے مقرب ہوں گے، جن سے خدا تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ اور یہ نہ سمجھو کہ اگر عہد پورے نہ کئے تو صرف انعامات کے مستحق نہیں ٹھہرو گے، بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے سے تمہارے عہدوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس میں ہر قسم کے عہد شامل ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے عہد کئے گئے ہیں اُن کو بھی پورا نہ کرنے پر جواب طلبی ہوگی اور جو بندوں سے عہد کرتے ہو، جو قرآنِ شریف کے حکم کے مطابق عہد ہوں، انہیں بھی تم اگر پورا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اُس کی بھی جواب طلبی ہوگی۔

(خطبہ جمعہ 9/ اگست 2013ء)

التجاء بحضورِ الٰہی

اے مرے پیارے، مرے محسن، مرے قادر خدا!
مجھ کو تو نے نعمتوں کا اک بڑا حصہ دیا

تیری رہ میں گھر سے میں نکلا ہوں میرے رہنما
مجھ پہ اپنا فضل کر اور قرب کر مجھ کو عطا

پیار کرتا ہے تُو ستّر ماؤں سے بڑھ کر تو پھر
تھام لے مجھ ناتواں کو اور کوئی لوری سنا

ہوں میں خواہاں سایۂ رحمت ہو یوں مجھ کو عطا
میرے ہر اک کام میں شامل رہے تیری رضا

دور کر دے مجھ سے دنیا کی رزالت سب کی سب
پاک کر دے سینہ و دل کو تو اے میرے خدا!

تیری راہوں پر قدم ماریں جو ہر صبح و مسا
اے مرے پیارے! مجھے وہ پاؤں تو کر دے عطا

مجھ کو تو مقبول خدمت کی بھی اب توفیق دے
سرخرو ہو جاؤں میں اور شکر ہو تیرا ادا

طاعتِ مرد خدا کی بھی سعادت ہو نصیب
تا ہو میرے ساتھ مثلِ سایہ اس کی ہر دعا

فکر مت کر اب تو اس حالِ شکستہ کی لطیف!
تو بڑھا اپنا قدم، پھر دیکھ وہ کرتا ہے کیا

صادق احمد لطیف۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

اداریہ

”ابراہیم بنو“ (حضرت مسیح موعودؑ)

(حج اور عید الاضحیہ کی مناسبت سے دو اقساط پر مشتمل یہ آرٹیکل بطور اداریہ یکجائی طور پر ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے)

خاکسار کو امسال 2022ء میں جمعۃ الوداع کا خطبہ مسجد مبارک میں سننے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ آیت 201 فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا **”اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔“**

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 189 ایڈیشن 1984ء)

یہ ارشاد سنتے ہی خاکسار کے ذہن میں قارئین الفضل کے لئے ایک مضمون ابھرنے لگا۔ خاکسار اپنے مضمون کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ ارشاد سے کرنا چاہے گا جس میں حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو بیان فرما کر ساتھ کے ساتھ اس کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”پھر خدا تعالیٰ کی محبت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے فرمایا ”خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرلیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا (البقرہ:201)

یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو…“

فرمایا کہ ”اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔“ عملی طور پر بھی محبت کرنی ہوگی، اظہار کرنا ہوگا۔ ”نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔“ اس کا منہ میٹھا نہیں ہو جاتا اگر صرف چینی کا نام لے لے، شوگر کا نام لے لے تو میٹھا ہو جائے گا۔ نہیں۔ ”یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق بھی لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے۔ یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔“

یہی اللہ تعالیٰ نے، قرآن شریف نے ابراہیم کی خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ وفادار تھے۔ ”پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو
اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو

تم ان راہوں سے آؤ۔“ پیر بن کے یہ نہیں کہ پیروں کی طرح نخوت اور تکبر پیدا ہو جائے بلکہ عاجزی انکساری پیدا کرو، وفاداری پیدا کرو۔ یہ مراد ہے اس سے۔ آج کل کے پیروں کی طرح دنیا داری کے اظہار اس سے مراد نہیں ہے۔ فرمایا کہ ”بے شک وہ تنگ راہیں ہیں“ تم ان راہوں سے آؤ ”لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 188-190 ایڈیشن 1984ء)

(الفضل آن لائن 23 مئی 2022ء)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جدّ امجد یعنی نبیوں کے باپ کہلاتے ہیں۔ آپؑ کی اولاد اور نسل سے کثرت سے انبیاء پیدا ہوئے حتّی کہ نبیوں کے سردار، محسن انسانیت، خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپؑ ہی کی نسل میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد ”ابراہیم بنو“ کے تحت حضرت ابراہیمؑ کے بہت سے خصائل، خوبیاں اور محاسن پیش ہو سکتے ہیں جس کے لئے ایک دفتر چاہئے۔ خاکسار یہاں ایک مختصر سے آرٹیکل میں قرآن کریم میں موجود حضرت ابراہیمؑ کی سیرت کے چند پہلو اور تعلیم کے چند حصے بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔

• اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاتَّبِعُوۡا مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ

(آل عمران:96)

پس ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

• حضرت ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کی اس لئے تلقین کی گئی کیونکہ خود اللہ کے سب سے برگزیدہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؑ کی ملت کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا

(النساء:126)

اور اس نے ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو۔

• اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل آیت 124 میں حکم دے کر یوں بیان کیا کہ تو ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کر اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔

ایسا کیوں ہے اس کی وجہ بھی بتا دی۔

دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ

(الانعام:162)

ایک قائم رہنے والا دین، ابراہیم حنیف کی ملت (بنایا ہے) اور وہ ہرگز مشرکین میں سے نہ تھا۔

• ملت ابراہیم کی اتنی تاکید کرنے کے بعد انتباہ بھی ان الفاظ میں فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِہَ نَفۡسَہٗ ؕ وَلَقَدِ اصۡطَفَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا ۚ وَاِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ

(البقرہ:131)

اور کون ابراہیم کی ملّت سے اِعراض کرتا ہے سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو بے وقوف بنا دیا۔ اور یقیناً ہم نے اُس (یعنی ابراہیم) کو دنیا میں بھی چُن لیا اور یقیناً آخرت میں بھی وہ صالحین میں سے ہوگا۔

حضرت ابراہیم کا بلند مقام و مرتبہ

• اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنا خلیل اور دوست بنایا جیسا کہ فرمایا

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا (النساء:126)

اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا تھا۔

خلیل، گوڑے دوست کو کہتے ہیں۔

• اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بار بار ”حنیف“ یعنی سیدھے راستہ پر چلنے والا کہہ کر پکارا۔ آپؑ کی ملت کی پیروی کرنے والا بھی ”حنیف“ کہلایا۔ جیسے فرمایا

بَلۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہٖمَ حَنِیۡفًا (البقرہ:136)

یعنی ابراہیم حنیف کی امت کی ہو جاؤ۔

• حضرت ابراہیمؑ مشرکوں میں ہر گز نہ تھے جیسے وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ کے الفاظ بار بار قرآن میں آئے یعنی شرک کا شائبہ تک اس میں نہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپؑ کی بت پرستی سے بیزاری کا ایک بہت دلچسپ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”حضرت ابراہیم ایک بُت پرست بلکہ بت ساز گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور چلڈیا کے ایک شہر اُور کسدیم کے رہنے والے تھے۔

ان کے خاندان کے لوگوں کا گزارہ ہی بتوں کے چڑھاووں اور بت فروشی پر تھا۔ والد بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور چچا کی آغوش میں انہوں نے پرورش پائی تھی جس نے ان کے ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ آپ کو بھی بت فروشی کے کام پر لگا دیا تھا۔حقیقت سے نا آشنا چچا کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس دل کو خالقِ کون و مکاں چُن چکا ہے اُس میں بتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔ پہلے ہی دن ایک امیر گاہک جو اپنی عمر کی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا اور تھا بھی مالدار، بُت خریدنے کے لئے آیا۔ بت فروش چچا کے بیٹے خوش ہوئے کہ آج اچھی قیمت پر سودا ہو گا۔ بوڑھے امیر نے ایک اچھا سا بُت چنا اور قیمت دینے ہی لگا تھا کہ اس بچہ کی توجہ اُس گاہک کی طرف ہوئی۔ اُس نے سوال کیا۔میاں بوڑھے! تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔تم اس چیز کا کیا کرو گے؟ اُس نے جواب دیا کہ گھر لے جاؤں گا اور ایک صاف اور مطہر جگہ میں رکھ کر اس کی عبادت کروں گا۔ یہ سعید بچہ اس خیال پر اپنے جذبات نہ روک سکا اور پوچھا۔تمہاری عمر کیا ہو گی؟۔ اُس نے اپنی عمر بتائی اور اس بچہ نے نہایت حقارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا کہ تم اتنے بڑے ہو اور یہ بُت تو ابھی چند دن ہوئے میرے چچا نے بنوایا ہے کیا تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے شرم نہ آئے گی۔ نہ معلوم اس بوڑھے کے دل پر توحید کی کوئی چنگاری گری یا نہ گری لیکن اُس وقت اس بت کا خریدنا اُس کے لئے مشکل ہوگیا اور وہ بت وہیں پھینک کر واپس چلا گیا۔ اس طرح ایک اچھے گاہک کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر بھائی سخت ناراض ہوئے اور انہوں نے اپنے باپ تارہ کو اطلاع دی جس نے اس بچہ کی خوب خبر لی۔ یہ پہلی تکلیف تھی جو اس پاکباز ہستی نے توحید کے لئے اٹھائی مگر باوجود چھوٹی عمر اور کم سنی کے زمانہ کے یہ سزا جوشِ توحید کو سرد کرنے کی بجائے اُسے اور بھڑکانے کا موجب ہوئی۔سزا نے فکر کا دروازہ کھولا اور فکر نے عرفان کی کھڑکیاں کھول دیں۔ یہاں تک کہ بچپن کی طبعی سعادت جوانی کا پختہ عقیدہ بن گئی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ کا نور ذہنی نور پر گر کر الہام کی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہوگیا۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی اصلاح کے لئے نبوت کے مقام پر سرفراز فرما دیا۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام خاندان کا گزارہ ہی بتوں کی فروخت پر تھا اور تارہ خود بت پرست تھا جیسا کہ بائبل کی کتاب یشوع باب 24 آیت 2 سے ثابت ہوتا ہے اس لئے ان کے چچا اور چچا زاد بھائیوں نے ان کو مشورہ دیا کہ ہم پروہت ہیں اور ہمارا گزارہ ہی اس پر ہے۔ اگر تم نے بتوں کی پرستش نہ کی تو ہمارا رزق بند ہو جائے گا۔ مگر آپ نے نہایت دلیری سے جواب دیا کہ جن بتوں کو انسان اپنے ہاتھ سے گھڑتا ہے ان کو میں ہرگز سجدہ نہیں کرسکتا۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 153-154)

حضرت ابراہیمؑ بھی اسوۂ حسنہ ہیں

اللہ تعالیٰ آپؑ اور آپؑ کی ملت کو اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (الممتحنہ:5)

یقیناً تمہارے لئے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اُس کے ساتھ تھے ایک اُسوہ حسنہ ہے۔

آپؑ کی ذات کو ایک امت کہہ کر پکارنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۱۲۱﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ﴿۱۲۳﴾

(النحل:121-123)

یقیناً ابراہیم (فی ذاتہ) ایک امت تھا جو ہمیشہ اللہ کا فرمانبردار، اسی کی طرف جھکا رہنے والا تھا اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھا۔

اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا تھا۔ اُس (اللہ) نے اسے چن لیا اور اسے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دی۔

اور ہم نے اُسے دنیا میں حَسَنہ عطا کی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔

اب ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی بہت سی خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔ ایک تو وہ اپنی ذات میں امت تھے۔ وہ خود ایک جماعت تھے۔ یکجائیت کی علامت تھے۔ آج حضرت ابراہیمؑ کی اس علامت یا خوبی کو لے کر ہم میں سے ہر ایک کو Unity کی علامت بننا ہے اور شجر خلافت کے سائے تلے رہ کر خود بھی اس سائے سے فائدہ اٹھانا ہے اور اپنے ارد گرد بسنے والے عزیز و اقارب و دیگر احباب کو بھی اس گھنے سائے تلے رکھنا ہے۔

پھر دوسری خوبی قانتاً کے الفاظ میں ہے۔جس کے ایک معنی تو جھکے رہنے کے ہیں۔حنیف اور شرک نہ کرنے کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ تاہم اللہ کی نعماء پر شکر گزاری کا ایک بہت بڑا پہلو جسے آج معاشرے میں ہوا دینے کی بہت ضرورت ہے۔ اس خوبی کا ذکر سورہ الشعراء آیت 79 تا 86 میں بھی تفصیل سے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان آیات کے حوالہ سے سورہ النحل کے تعارفی نوٹ میں فرمایا ہے۔

’’اس سورت کے آخری رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ایک فرد تھے، پوری امّت کے طور پر پیش کیا گیا ہے کیونکہ آپ ہی سے بہت سی امّتوں نے پیدا ہونا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر یہ مضمون اپنے معراج تک پہنچ جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وحی فرمائی گئی کہ اس ابراہیمی سنت پر عمل پیرا ہو اور اس کا خلاصہ یہ پیش فرما دیا گیا کہ اپنے ربّ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلاؤ۔‘‘

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 438)

تعمیر کعبہ

آپؑ کی سیرت کا ایک بہت اہم پہلو اپنی ذریّت کو وادی غیر ذی زرع میں آباد کرنا، خانہ کعبہ کی تعمیر اسے پاک و صاف رکھنے کی تلقین اور مکّہ کو پُر امن شہر بنائے رکھے جانے کے لئے دعائیں ہیں۔جن کا ذکر قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر ملتا ہے جیسے سورۃ ابراہیم:36-38، البقرہ:126-130، الشعراء:84-88۔

اوّل۔حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو معزز گھر کے پاس اس لئے آباد کہ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہ وہ نماز قائم کریں۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے ہم میں سے جن کو توفیق ہو انہیں ضرور مساجد کے قریب حضرت ابراہیمؑ کی اقتداء میں گھر بنوانے چاہئیں۔ ہم میں سے بعض بہت شوق و ذوق کے ساتھ مساجد کے قریب گھر خریدتے یا بنواتے ہیں تا اولاد کی اصلاح ہو مگر وہ نمازوں میں سُستی کر جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی مثال دے کر، ان کا واقعہ بیان کر کے خدا تعالیٰ نے ہمیں اسی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان پر غور کریں تو یہی سبق ہے۔ جب یہ دونوں باپ بیٹا خدا تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر کی دیواریں اور بنیادیں نئے سرے سے کھڑی کر رہے تھے تو کمال عاجزی اور انکسار سے یہی دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! ہماری اس قربانی کو قبول فرما جو ہم تیرے حکم کے مطابق کر رہے ہیں۔ یہ بھی کمال عاجزی ہے کہ ایک کام جس کے بارہ میں تو ان کو خود نہیں پتہ تھا۔ خانہ کعبہ کی بنیادوں کا علم تو اللہ تعالیٰ کی نشاندہی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا تھا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا کہ یہ سب سے قدیم گھر ہے۔ اور یہ وہ گھر ہے جس نے اب رہتی دنیا تک وحدانیت کا نشان اور symbol بن کر قائم رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمارت کو اپنی توحید کا نشان بنانا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ دعا ہے کہ اے اللہ! ہم جو تیرے حکم سے اس کی تعمیر کر رہے ہیں تو اس تعمیر کے ساتھ ہماری قربانیوں کو بھی وابستہ کر دے۔۔۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری دعاؤں کو قبول کر کے جن فضلوں کا تو وارث بنائے گا ان کے مقابلے پر یہ قربانی بالکل حقیر قربانی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ قربانی کا قبول کرنا بھی تیرے فضل پر ہی منحصر ہے۔ ہم اگر سمجھ بھی رہے ہیں کہ ہم قربانی کر رہے ہیں تو ہمیں کیا پتہ کہ حقیقت کیا ہے؟ یہ قربانی ہے بھی کہ نہیں۔ پس تُو جو دعاؤں کا سننے والا ہے، تیرے سے ہم عاجزانہ طور پر یہ دعا کرتے ہیں کہ تیرا گھر جو تیرے حکم سے تعمیر ہو رہا ہے اس کی تعمیر میں جو کچھ بھی ہم نے پیش کیا ہے تُو محض اور محض اپنے فضل سے قبول فرما لے۔ اور قبول فرمانے کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہو کہ ہمارا نام بھی اس سے وابستہ ہو جائے۔۔۔ ہم یہ دعا کرتے تھے کہ اس گھر میں آ کر دعائیں کرنے والے بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور جو جو بھی ان سے وابستہ ہیں وہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان باپ بیٹے نے وہ قربانیاں دی تھیں کہ آج تک ہم یاد رکھتے ہیں۔مسلمان جب ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں اور ہر نفل کی آخری رکعت میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اور آپؑ کی آل پر بھی اس حوالہ سے درود بھیجتے ہیں۔ یہ اعزاز حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی وفا اور کامل طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے ملا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (النجم:38) اور ابراہیم جس نے وفا کی اور عہد پورا کیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 ستمبر 2010ء از الفضل آن لائن 25 مئی 2022ء)

دوم۔ اولاد کو وافر رزق دینے کی التجاء اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ کر کی کہ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراہیم:38) کہ خدایا! وہ تیرا شکر کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اپنے ایک خطبہ میں یوں بیان فرمایا ہے۔

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بھی اپنی اولاد کے لئے رزق کی دعا کی تو ساتھ ہی یہ عرض کی کہ وہ تیرے شکر گزار رہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ملتا ہے وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ (ابراہیم:38) یعنی انہیں پھلوں میں سے رزق عطا فرما تا کہ وہ تیرے شکر گزار بنیں۔ پس کاروبار میں برکت، تجارتوں میں برکت، زراعت میں برکت، یہ سب پھل ہیں جو رزق میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور مومن جب ان فضلوں کو دیکھتا ہے تو شکر گزاری میں بڑھتا ہے اور یہ بات اس کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اس کے تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنتی ہے اور بننی چاہئے۔ جب ایک مومن ایمان اور تقویٰ اور شکر گزاری میں بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اس کے پھلوں میں مزید برکت پڑتی ہے۔ اس کے رزق کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مزید بڑھاتا ہے۔ یہ سلوک اللہ تعالیٰ انہی سے فرماتا ہے جو ایمان میں بڑھے ہوئے ہیں یا بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ رزق کا اضافہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں کہ کسی نے لکھا کہ میرے رزق میں غیر معمولی طور پر اضافہ ہو گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراہیم:8) یعنی اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ ایک غیر مومن کے لئے تو کہا جا سکتا ہے کہ قانون قدرت کے تحت اس کی محنت کو اللہ تعالیٰ نے پھل لگایا لیکن ایک مومن کے لئے اس سے زائد چیز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کے ساتھ جب محنت ہو تو کئی گنا زیادہ پھل لگتا ہے اور پھر صرف محنت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پھر مومن کو اگر اس کی محنت میں کوئی کمی رہ بھی گئی ہو تو اپنے فضل سے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے زائد بھی عطا فرماتا ہے یا اس کمی کو پورا فرماتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر اُس کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو خدائے تعالیٰ رزّاق ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کا ذمہ وار مَیں ہوں۔ پس یہ ہے اس خدا کا اپنے بندوں سے سلوک جو رزّاق ہے کہ تھوڑی محنت میں بھی برکت ڈال دیتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جون 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت ابراہیمؑ کو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اس قدر عزیز تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو امام بنانے کا وعدہ فرمایا تو آپؑ نے وَمِنۡ ذُرِّيَّتِيۡ (البقرہ:125) کہہ کر اپنی اولاد سے بھی امام بنانے کی التجاء اللہ تعالیٰ کو کر دی۔ سورۃ البقرہ کی انہی آیات کی تفصیل میں ’’مقام ابراہیم‘‘ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا کر اللہ کے گھر کو صاف ستھرا رکھنے کی ذمہ داری بھی حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیل علیہما السلام کو سونپ دی۔ پھر خانہ کعبہ کی تعمیر اور اس کے لئے دعاؤں کا ذکر ہے۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت محمدؐ کے مبعوث کرنے کی دعا ہے۔ ایسے نبی کی جو آیات کی تلاوت کرے۔ کتاب کی تعلیم دے۔ حکمت سکھلائے اور تزکیہ کرے۔ اس نبی جو حضرت ابراہیمؑ کی ذریّت سے ہی ہے کی اقتداء میں یہ چاروں کام ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔ جہاں تک مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنانے کا تعلق ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نیت نماز اور التحیات میں درود ابراہیمی لا کر ہمیں توجہ دلائی کہ حضرت ابراہیمؑ کو نہیں بھولنا بلکہ ابراہیمی نسل میں اپنے آپ کو شامل رکھنے کے لئے درود ابراہیمی کا ورد کرتے رہنا ہے۔

بیٹے کو ذبح کرنے سے متعلق رؤیا اور اس کی تعمیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کو ابراہیم بننے کی جو تلقین فرمائی اس میں یہ بھی مدنظر تھا (جس کا ذکر آپؑ نے متعدد جگہوں پر کیا) کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ماتھے کے بل لٹا کر اللہ کی راہ میں قربان کرنے کی کوشش کی۔ (الصافات:104-106) اس طرح ہم میں سے ہر ایک کو ابراہیم بن کر اپنے اپنے اسماعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور دعوت الی اللہ و تبلیغ کا جو جذبہ باپ بیٹا میں موجود تھا وہی جذبہ ہمارے اندر بھی ہونا چاہئے۔

ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ ہم نہ صرف خود ابراہیم بنیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی ابراہیم بنانے کی سعی کریں۔ جس کے لئے ہمیں حضرت ابراہیمؑ کی سیرت کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم بنیں تو پھر آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے اوصاف اور زریت سے پیدا ہونے والے ذبح عظیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنے اندر اتارنے کی کوشش کرتے رہیں کیونکہ حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ تھے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر میں اپنے ابا کا ہاتھ بٹایا اور پھر آپؑ کی ہی ذریّت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے وقت میں خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ جن کی قربانیوں کو بعد میں آنے والی اقوام یاد رکھتی ہیں اور ہر سال کروڑوں لوگ مکہ اور مدینہ حاضر ہو کر اس تاریخ کو نہ صرف دہراتے ہیں بلکہ ان کے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔ جو مکہ مدینہ حاضر نہیں ہو سکتے وہ دنیا بھر میں لاکھوں مینڈھے حضرت ابراہیم و اسماعیل عیلھما السلام کی یاد میں ذبح کرتے ہیں۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن انبیاء کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے آپ کی جسمانی اور روحانی ذریت میں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل ذکر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر طوالت سے ملتا ہے جس کو اللہ نے اس رنگ میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ صحیفوں کی ہر بہترین تعلیم کو اپنے (یعنی قرآن کریم) اندر جمع کر لیا ہے۔ صحف ابراہیمؑ میں سے بھی بہترین تعلیم اس میں موجود ہے اور صحف موسیٰ میں سے بھی۔‘‘

(تفسیری فٹ نوٹ از ترجمۃ القرآن خلیفہ رابع صفحہ 1160 سورۃ الاعلیٰ آیات 19-20)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’اس وقت خدا تعالیٰ پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اس پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اس کے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا۔ وہ کیا؟ سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری۔ اس کو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کر کے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ اس کے فضلوں کے وارث تم بنو گے۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 189 ایڈیشن چہارم، دسمبر 2003ء)

ابراہیم وفادار تھا

ہاں ایک اہم بات اور سیرت حضرت ابراہیمؑ کے حُسن کا ذکر ہونا ضروری ہے جسے اپنا کر ہم اپنے اندر حضرت ابراہیمؑ کی خوبیوں کو جمع کر سکتے ہیں اور وہ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِيۡ وَفّٰٓى (النجم:38) کہ ابراہیم وہ ہے جس نے وفا داری دکھلائی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِيۡ وَفّٰٓى (النجم:38) ابراہیمؑ وہ ابراہیمؑ ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے۔ اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو۔ یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔ بت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی اور اس پر مقدم ہوتی ہے۔ وہ بُت ہے اور اس قدر بت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں بت پرستی کر رہا ہوں۔ پس جب تک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لئے نہیں ہو جاتا اور اس کی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ صدق اور اخلاص کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ خطاب ملا۔ یہ یونہی مل گیا تھا؟ نہیں۔ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِيۡ وَفّٰٓى (النجم:38) آواز اس وقت آئی جبکہ وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے۔ اور عمل دکھ سے آتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 703 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’یہ دعا کرتے تھے کہ اس گھر میں آ کر دعائیں کرنے والے بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور جو جو بھی ان سے وابستہ ہیں وہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان باپ بیٹے نے وہ قربانیاں دی تھیں کہ آج تک ہم یاد رکھتے ہیں۔ مسلمان جب ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں اور ہر نفل کی آخری رکعت میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اور آپؑ کی آل پر بھی اس حوالہ سے درود بھیجتے ہیں۔ یہ اعزاز حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو آپ کی وفا اور کامل طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے ملا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ وَاِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِيۡ وَفّٰٓى (النجم:38) اور ابراہیم جس نے وفا کی اور عہد پورا کیا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 488 خطبہ جمعہ 17 ستمبر 2010ء)

حضرت ابراہیمؑ کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہو جانا

آپؑ کو مخالفین نے آگ میں ڈالنے کی بھی کوشش کی جو اللہ تعالیٰ نے ٹھنڈی کر دی۔ اس کا ذکر سورۃ انبیاء آیات 69-70 میں فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان آیات کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

یہاں آگ سے مراد مخالفت کی آگ بھی ہے اور حقیقی آگ بھی مراد ہو سکتی ہے چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ الہام ہوا کہ ’’مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے‘‘

(اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 429)

اس ناطے جماعت پر آنے والے مصائب فطری ہیں۔جنہیں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ٹھنڈا کرتا رہے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں

ابراہیم بننے کے لئے آپؑ کی دعاؤں کا جاننا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مولیٰ کے حضور سب کچھ پیش کرنے کی دُعا ان الفاظ میں کی

رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَاِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ

(الممتحنہ:5)

اے ہمارے ربّ! تجھ پر ہی ہم توکّل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر بیت اللہ کے وقت شہر کے پُر امن رہنے اور باشندوں کو رزق ملنے کے بارہ میں یہ دُعا کی

رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَہۡلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡہُمۡ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ

(البقرہ:127)

اے میرے ربّ! اس کو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر بنا دے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔

حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر بیت اللہ کے وقت بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان دُعا کی

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

(البقرہ:130)

اور اے ہمارے ربّ! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور اُن کا تزکیہ کر دے۔ یقینا تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

تعمیر بیت اللہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی ایک اور جامع دُعا

رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

(البقرہ:129)

اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنادے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کر دے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تعمیر بیت اللہ کے وقت عبادات اور دُعاؤں کی قبولیت کے لئے حضرت ابراہیمؑ نے یہ دُعا کی

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

(البقرہ:128)

اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقینا تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے یہ دُعا کی

رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُـقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ

(ابراہیم:38)

اے ہمارے ربّ! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔ اے ہمارے ربّ! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔ پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کر تا کہ وہ شکر کریں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور صالح اولاد کے حصول کی دُعا ان الفاظ میں کی

رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ

(الصّٰفّٰت:101)

اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کی دینی و دُنیوی ترقیات کے لئے یہ دُعا کی

رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ

(ابراہیم:36)

اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اور اولاد کے قیامِ عبادت اور والدین نیز تمام مردوں وعورتوں کے حق میں بخشش کی دُعایوں کی

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۲﴾

(ابراہیم:41-42)

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

حضرت ابراہیمؑ کی قوت فیصلہ، صالحیت، نیک شہرت اور جنت کے حصول کی دُعا

رَبِّ ہَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ

(الشعرآء:84-86)

اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدّر کر دے۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

حضرت ابراہیمؑ نے آگ میں ڈالتے وقت خداتعالیٰ کی کفایت کے نصیب ہونے کی یہ دُعا کی:

وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ (اٰل عمران:174)

اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود، صفحہ 540-542)

(ابوسعید)

بقیہ: اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّار...... از صفحہ 10

مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ'' ایک تو مریں اور پھر جھوٹے کہلا کر مریں۔ اگر ایک طرف مخالفوں کی ہزار موت ہو تو نام نہ لیویں گے اور ہمارا ایک بھی مرے تو ڈھول بجاویں گے۔ خدا نے صورت تو نہیں دیکھنی اس نے دل دیکھنا ہے۔ مگر لوگ تو ظاہر دیکھتے ہی اور جس شخص کا نام رجسٹر بیعت میں ہے اسے جماعت میں خیال کرتے ہیں وہ تو رجسٹر میں صرف نام دیکھیں گے لیکن اگر خدا کے رجسٹر میں نام نہیں ہے تو ہم کیا کرسکیں گے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 266 ایڈیشن 2016ء)

طاعون کا ٹیکہ لگوانے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان

''ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی توسب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانے میں انسانوں کیلئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہوجائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔''

(کشتی نوح صفحہ 2-3 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

''ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکہ لگانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو ان کو ضرور ٹیکہ کرانا چاہئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے اور جن کو اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو ان کو دی گئی ہے تو ان کو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکہ نہ دیں۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں۔''

(کشتی نوح صفحہ 13 ایڈیشن 2016ء)

''ہم دواؤں کی تاثیرات سے منکر نہیں ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ ادھر تم نے ٹیکہ نہ کرایا اور اگر چند ایک لوگ مبتلائے طاعون ہوئے تو وہ لوگ کس قدر ہنسیں گے جنہوں نے ٹیکہ کرایا ہو گا۔ مگر بڑا بیوقوف ہے جو کہ اس دوا کو بھی نہ پیوے اور پھر اس دوا سے بھی محروم رہے کہ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ٹھیک نہ ہو تو وہ گویا دونوں طرف سے محروم رہا۔ پھر اگر ہماری جماعت میں سے کسی کو طاعون ہو گا تو اس کا اثر اس کے ایمان پر بھی پڑے گا اور وہ خیال کرے گا کہ میں تو بیعت میں تھا مجھے کیوں طاعون ہوئی لیکن خدا کسی کی ظاہری صورت کو نہیں دیکھتا وہ اس منشاء کو دیکھتا ہے جو انسان نے اپنے دل میں بنایا ہوا ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 265 ایڈیشن 2016ء)

مریم رحمٰن

حیاتِ نورالدینؓ

استحکام خلافت۔ ایک عظیم کارنامہ

قسط 7

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

خلیفۂ وقت نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر فائز ہوتا ہے،اس کو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید و نصرت کرتا ہے۔سورۃ نور آیت 56 میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی اہمیت و برکات پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنتِ دین فرماتا ہے،خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دیتا ہے۔پھر عبادات کی طرف نبی کی جماعت کو خلافت کے ذریعہ سے رہنمائی ملتی ہے اور شرک سے بھی اللہ تعالیٰ بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خلافتِ راشدہ کا سلسلہ قائم فرمایا اور وہ تقریباً30 سال جاری رہا۔اسکے بعد اللہ نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس سلسلہ کو روکا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عملاً بادشاہت شروع ہوگئی۔پھر آپ ﷺ کی عظیم پیشگوئیوں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا۔آپؑ کی وفات کے بعد اللہ نے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت جسے حضرت مسیح موعودؑ نے قدرت ثانیہ کہا ہے، کا قیام فرمایا۔

جس طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا اور آپؓ کو استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی جدوجہد کرنے کا موقع ملا۔بے شمار مشکلات ومسائل کا مقابلہ کر کے بالآخر ان پر فتح یاب ہونے کی توفیق آپ کو خدا نے بخشی،اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات نے مقدر کر رکھا تھا کہ جب خلافت علیٰ منہاج نبوت کا امام مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد ظہور ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو بھی استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمت کی توفیق عطا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور خلافت پر نظر ڈالیں، اور آپ کے ارشادات کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آپؓ نے اپنے مختصر سے دورِ خلافت میں خلافت کے صحیح اسلامی تصور کو ذہنوں میں راسخ کرنے اور خلافتِ حقہ راشدہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے اور ہمیشہ کے لئے معترضین خلافت کے منہ دلائل سے بند کر دیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا جو آپؑ کی پیاری جماعت پر غم اور تکلیف تھی اس کو اللہ نے آپؓ کو کھڑا کر کے دور فرمایا۔جماعت کو ایک محفوظ ڈھال خلافت کی صورت میں خدا کی طرف سے بطور انعام ملی۔خلافت کے ذریعہ سے اللہ نے تمکنتِ دین سے اس پیاری جماعت کو نوازا۔جماعت کی خوف کی حالت کے بعد اس کو امن سے بدل دیا۔مخالفین جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر خوشی اور فتح کے شادیانے بجا رہے تھے کہ اب یہ جماعت تباہ ہوگی انکی صفوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔خلافت کا قیام خدائے عزوجل کی توحید بلند کرنے اور اسکی عبادات پر قائم رہنے کے لئے اللہ کی طرف سے عظیم الشان انعام ثابت ہوا۔

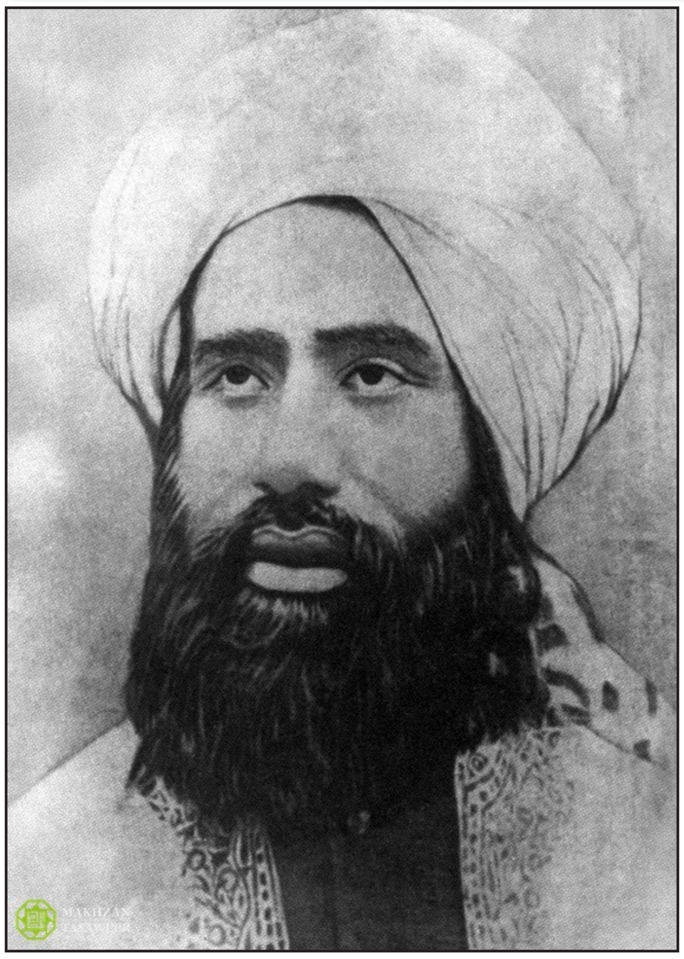

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ماننے والے (جو بعد میں نظام خلافت سے علیحدہ ہوگئے اور لاہوری جماعت کہلائے) جو اپنے زُعم میں اپنے آپ کو جماعت کی رہنمائی کرنے کا زیادہ اہل سمجھتے تھے یا حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کو خلافت کے مقابلہ میں زیادہ بڑا سمجھتے تھے انکا ظہور بھی خلافتِ اولیٰ میں ہی ہوا۔حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم شخصیت کا ان پر بہت اثر تھا۔انہوں نے آپؓ کی بیعت تو کرلی مگر آپؓ کی خلافت کے مسلسل 6سال میں یہ لوگ جماعت میں خلافت کے خلاف ریشہ دوانیہ کرتے رہے۔کبھی مدرسہ دینیہ کے قیام کے خلاف سازشیں کرتے اور کہتے کہ احمدی نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کالجوں کا رخ کرنا چاہئے اور اعلیٰ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ہاں اسکے بعد اگر کوئی اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کرنا چاہے اسے ایک آدھ سال میں قرآن پڑھا کر مبلغ بنا دیا جائے۔حالانکہ یہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت کی منشاء کے مکمل خلاف تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 229)

کبھی یہ لوگ احکام خلافت پر من وعن عمل نہ کر کے اپنا باغیانہ رویہ دکھاتے۔ان لوگوں کی نظر میں خلافت کا مقام ایک عام مذہبی لیڈر یا رہنما سے زیادہ نہ تھا۔اور یہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو ایک ادارے صدر انجمن سے اوپر نہ سمجھتے تھے بلکہ انکا خیال تھا کہ سب معاملات صدر انجمن ہی دیکھے۔اور یہ لوگ انجمن کو حاکم اور خلیفہ کو محکوم بنانا چاہتے تھے۔بلکہ یہ تو خلیفۃ المسیح کو خلافت سے معزول بھی کرنا چاہتے تھے۔آپؓ انہیں مستقل خلافت کا مقام و مرتبہ سمجھاتے اور انجمن کا حضرت خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہونا بتاتے۔ان سے دوبارہ بیعت تک لیتے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 262-263)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم ذات کا چونکہ ان پر کسی حد تک اثر تھا اس لئے آپؓ جب ان سے خطاب فرماتے تو یہ لوگ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے۔آپؓ نے جماعت کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔مقامِ خلافت کی عظمت کو قائم کرنے کے سلسلہ میں آپؓ کا جماعت پر اس قدر احسان ہے کہ اسے بھلایا نہیں جاسکتا۔آپؓ نے اپنے اس عظیم کام سے آنے والی نسلوں کے دلوں میں خلافت کا احترام بٹھا دیا اور بتلا دیا کی خلافت جماعت کے پاس خدا کے جناب سے دیا ہوا ایک عظیم الشان انعام وفضل ہے۔اور اگر جماعت نے اس مقدس امانت کی حفاظت وقدر کی تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو ترقی کی منازل طے کرنے سے نہیں روک سکتی۔

پچھلے 113 سالہ دور خلافت کی عظیم الشان برکات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ کیسے خلافت کے ساتھ چمٹنے والی اور اسکی قدر کرنے والی جماعت باوجود حکومتوں کی سخت مخالفت کے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔اور اس نعمت کو مان کر انکار کرنے والے یا سرے سے نہ مان کر انکار کرنے والے دنیا میں ذلیل ہیں اور قیامِ خلافت کے لئے سرگرداں پھر رہے ہیں۔

وہ لوگ جو خلافت کا مقام نہ سمجھتے تھے اور خدا کے قائم کردہ خلیفہ کے بالمقابل انجمن کو اہمیت دیتے تھے انکی حرکات کا ذکر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی تقریر میں (جو کہ 31 جنوری 1909ء کو مسجد مبارک کی چھت پر کی) ان الفاظ میں فرمایا

’’کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔یہ کام تو صرف ایک ملّا بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 262)

اس طرح کے الفاظ کچھ اضافہ کے ساتھ حیاتِ نور میں یوں درج ہیں:

مجھے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھا دینا یا جنازہ یا نکاح پڑھ دینا یا بیعت لے لینا ہے۔یہ جواب دینے والے کی نادانی ہے اور اس نے گستاخی سے کام لیا ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

(حیات نور مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگرمل صفحہ 379 سن اشاعت 2003ء قادیان)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی مبارک تحریرات میں واضح فرمایا تھا کہ خلیفہ خدا مقرر فرماتا ہے اور اس میں انسانی کوششوں کا کوئی عمل دخل نہیں چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229 ایڈیشن 1984ء)

انبیاء علیہم السلام کے بعد جاری ہونے والی خلافت میں چونکہ بظاہر انسانوں کی پسند کا دخل نظر آتا ہے اس لئے بعض نادان اس گمان میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ خلیفہ کی تابع جماعت ہی اپنے ووٹوں سے اس خلیفہ کو بنانے والی ہے۔ یہ لوگ اس حقیقت کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں کہ خدا کا اٹل وعدہ ہے کہ خلیفہ میں اور صرف میں ہی بناؤں گا مؤمنین کی جماعت کے ہاتھوں کسی خلیفہ کا انتخاب محض خدائی تصرف کے تحت عمل میں آتا ہے۔ یہ خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے اور یہ کہنا خلاف قرآن ہے کہ مؤمنین کی وہ جماعت جس نے خلیفہ کا انتخاب کیا وہ خلیفہ بنانے والی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس حوالہ سے فرماتے ہیں

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔۔۔۔ جس طرح آدم وداؤد اور ابوبکر وعمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ (بدر 4جولائی 1912 صفحہ 6)

آپؓ ایسے خیالات کے حامل لوگوں کا جواب مزید ان الفاظ میں دیتے ہیں

خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنادیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔ دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے تم ایسی بوتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔''

(تقریر 16۔17جون 1912ء بمقام احمدیہ بلڈنگز لاہور۔
اخبار بدر 11جولائی 1912ء۔ جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

ظاہر ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے تو پھر غیر اللہ کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو معزول کرسکے۔ آپؓ اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ کیا کوئی انجمن یا انسان خلیفہ مقرر یا معزول کرسکتا ہے فرماتے ہیں۔

پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔

(اخبار بدر قادیان 4جولائی 1912ء)

خلیفہ وقت کے ساتھ انسان کے جذبات ہمیشہ اطاعت کے ہوں اور نَعُوْذُ بِاللّٰہِ کبھی بھی دل میں ایسا خیال نہ آئے جس سے خلیفۂ وقت کی ذات پر آنچ آئے یا آپکی اطاعت میں کمی واقع ہو۔ کیونکہ خلافت خدا کا وہ فضل ہے جس سے جماعت کا اتفاق واتحاد قائم ہے۔ ہمارے لئے اس نعمت کی شکر گزاری فرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے۔ اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہوگیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے! تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے!!!! اللہ سے ڈرو!!!! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا۔

(بدر 24اگست 1911 صفحہ 3 کالم 2، بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ، خصوصی اشاعت بموقع خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی مئی، جون 2008ء صفحہ 213۔214)

خلافت کی مکمل اطاعت کرنے اور باہم تنازعات میں نہ پڑنے کے حوالہ سے آپؓ فرماتے ہیں

میرے تو وہم میں بھی نہ تھا کہ میں کسی جماعت کا امام ہوں گا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک آن کی آن میں مجھے امام بنادیا اور ایک قوم کا امیر بنادیا۔ تم سیکرٹری لوگ ہو۔ پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتی ہوں گی اور پھر اس سے عناد بڑھ جاتا ہے۔ اول تو اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدیدار نہ بنایا۔ میرا اپنا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظ (امۃ الحفیظ) کو امام بنالیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کرلیتا اور اس کی ایسی ہی اطاعت کرتا۔ جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا کہ اس کے ہاتھ پر بھی پورے ہو جاویں گے۔

اس سے میری غرض یہ بتانا ہے کہ ایسی خواہش نہیں ہونی چاہئے۔ غرض کبھی اس قسم کی مشکلات آتی ہوں گی۔ پس پہلی نصیحت یہ ہے اور خدا کے لئے اسے مان لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے لَا تَنَازَعُوْا

اس منازعت سے تم بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جاوے گی۔ پس تنازعہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق فطرت ہے اور جانتا تھا کہ جھگڑا ہوگا اس لئے فرمایا۔ فَاصْبِرُوْا

پس جب سیکرٹری اور پریذیڈنٹ سے منازعت ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔

میرا حق ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں تم نے عہد کیا ہے کہ تمہاری نیک بات مانیں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ مان لو۔ قطعاً منازعت نہ کرو۔ جہاں منازعت ہو۔ فوراً جناب الٰہی کے حضور گر پڑو۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر حفیظ کو امام بنالیتے تو اس کی بھی مرزا صاحب جیسی فرمانبرداری کرتا۔ پس تم مشکلات سے مت ڈرو۔ مشکلات سے مت ڈرو۔ مشکلات ہر جگہ آتی ہیں۔ میرے اُوپر بھی آئیں۔ اور بڑی غلطی یا شوخی یا بےادبی بعض آدمیوں سے ہوئی۔ اب ہم نے درگزر کردیا ہے۔ مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے؟ یہ بھی کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان حقوق شناسی نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ ان کے دلوں کی آپ اصلاح کر دی۔ اور دل اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں تھے۔ اس نے سب کو میرے ساتھ ملا دیا اور ان پر اور ہم پر اور ہماری قوم پر رحم اور احسان ہوا۔ غرض ایک یہ یاد رکھو کہ تنازعہ نہ ہو۔ آپ کرو نہ ماتحتوں کو کرنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعہ پر صبر کی تعلیم دی ہے۔

دوسرے بعض جگہ کثرت سے لوگ ہیں وہاں میں دیکھتا ہوں کہ ترقی رک گئی ہے۔ اس کا کوئی مخفی راز ہے میں اس کو جانتا ہوں۔ اس کی تلافی دو طرح ہوسکتی ہے۔ ایک یہ کہ پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کریں...

خوب یاد رکھو کہ جہاں جماعت کی ترقی رک گئی ہے۔ وہاں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان وضو کریں۔ نماز پڑھیں اور اپنی ذات سے صدقہ و خیرات کریں کہ جناب الٰہی خود اس گرہن کو دور کر دے۔ اور اس روک کو اٹھا دے جو ان کے اثر کے آگے آگئی ہے۔

میں نے اس وقت تک دو باتیں بتائی ہیں۔ اول تنازعہ نہ کرو۔ پھر اگر ایسا ہو جاوے تو صبر کرو۔ تیسری بات یہ بتائی کہ اگر ترقی رک گئی ہے تو صدقہ وخیرات کرو۔ استغفار کرو۔ دعاؤں سے کام لو۔ تا کہ تمہارا فیضان رک نہ جاوے۔ اگر کوئی روک آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

(بدر 12جنوری 1911ء، بحوالہ الفضل آن لائن 11 جون 2020ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں

پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض اور تحاسد کو دور کر دو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتے ہو وہ دعا میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہوگا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کرو۔

(بدر 21 اکتوبر 1909ء، خطباتِ نور صفحہ 241)

سورہ نور آیت 56 میں مذکور ہے کہ جو خلافت کی نعمت کی ناقدری کرے اور اسکے احکام کا انکار کرے وہ فاسق اور نافرمان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ احباب جماعت کے اندر خلافت کے ساتھ محبت واطاعت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہتے۔

چنانچہ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد درج کرتی ہوں جس میں آپؓ نے اطاعتِ خلافت پر زور دیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں

آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعْتِصَام حَبْلُ اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰؑ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لیے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ کیونکہ شکر ادا کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراہیم:8)۔''

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15 و خطباتِ نور صفحہ 131)

اللہ کروڑ ہا رحمتیں فرمائے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پاک ذات بابرکات پر اور ہم سب کو خلافتِ احمدیہ کی حقیقی قدر کرنے اور مکمل اطاعت کی توفیق دے۔ آمین

عدنان اشرف ورک

اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں جب طاعون کی وبا پھیلی تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مختلف الہامات کے ذریعہ اس وبائی مرض سے محفوظ رہنے کی نہ صرف بشارت دی بلکہ آپؑ کے اہلِ خانہ اور آپؑ پر ایمان لانے والوں کی حفاظت بھی کی اور ان الفاظ میں خوشخبری دی۔ اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّار میں اس گھر کے تمام لوگوں کو طاعون کی مرض سے محفوظ رکھوں گا۔

ایک جگہ اس کی تشریح میں آپؑ نے تحریر فرمایا کہ

’’اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خشت و خاک کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

پھر آپؑ کو یہ الہام کچھ اضافے کے ساتھ یوں ہوا:

اور پھر براہین احمدیہ میں یہ الہام الم نجعل لك سهولة فی کل امر بيت الفكر و بيت الذكر و من دخلهٗ كان امنًا...... اس لئے اس نے آج کے دِنوں سے تیئیس 23 برس پہلے فرما دیا کہ جو شخص اس مسجد اور اس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائے گا۔ اسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار۔ واحافظك خاصة سلام قولا من رب رحیم یعنی مَیں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور مَیں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 401)

آپؑ اس وعدہ حفاظت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دست کش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو.... اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ اُن میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا اُن کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اُن پر طاعون وارد ہوسکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 3 اشاعت ہفتم 2016ء)

پھر فرمایا:

’’بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا اور نسبتاً و مقابلۃً اس سلسلہ پر اُس کا خاص فضل رہے گا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذونادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے۔ سو شاذونادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ ٹیکا طاعون کا لگانے والے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں۔ پس جیسا کہ شاذونادر کی موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کرسکتی۔ اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلۃً بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذونادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گذر جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا۔‘‘

(کشتی نوح، صفحہ 5 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

’’کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کیے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے۔ اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ مقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج نہیں ہوگی۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 7 ایڈیشن 2016ء)

خاص ایمان والے بچائے جاتے ہیں

’’ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ ان کی حفاظت کرتا ہے مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 179 ایڈیشن 2016ء)

حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ نے دو وعدے اپنی وحی کے ذریعے سے کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اس گھر کے رہنے والوں کو طاعون سے بچائے گا جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے کہ اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ دوسرا وعدہ اُس کا ہماری جماعت کے متعلق ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَھُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الۡاَمۡنُ وَھُمۡ مُّھۡتَدُوۡنَ (ترجمہ) جن لوگوں نے مان لیا ہے اور اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم کو نہ ملایا۔ ایسے لوگوں کے واسطے

امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ جماعت کے وہ لوگ بچائے جائیں گے‘‘

(بدر جلد 6 نمبر 14 مورخہ 4 اپریل 1907ء)

مکرم خلیفہ رجب الدین صاحب کے طاعون کے حوالہ سے شبہات کا ازالہ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تھے۔ ہمارے مکرم خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج لاہور بھی شرفِ نیاز کے لیے آئے ہوئے تھے۔

خلیفہ صاحب: طاعون میں بعض مقامات پر جو ہمارے احباب مرتے ہیں اور لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیا جاوے؟

حضرت اقدسؑ: اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مامور کو دنیا میں بھیجتا ہے تو سنّت اللہ یہی ہے کہ تنبیہ کے لیے کوئی نہ کوئی عذاب بھی بھیجتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب اس کی مخالفت حد سے بڑھ جاتی ہے اور شوخی اور شرارت میں اہل دنیا بہت ترقی کر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے بکلّی دور جا پڑتے ہیں۔ وہ عذاب اگر چہ سرکش منکرین کے لیے ہوتا ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ مامور کے بعض متبعین بھی شہید ہو جاتے ہیں وہ عذاب اَوروں کے لیے عذاب ہوتا ہے، مگر ان کے لیے باعثِ شہادت۔ چنانچہ قرآن شریف صاف طور پر بتاتا ہے کہ کفار جو بار بار عذاب مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ تم پر عذاب بصورت جنگ نازل ہوگا۔ آخر جب وہ سلسلہ عذاب کا شروع ہوا۔ اور کفار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں ہونے لگیں، تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان جنگوں میں صحابہؓ شہید نہیں ہوئے؛ حالانکہ یہ مسلم بات ہے کہ وہ تو کفار پر عذاب تھا اور خاص ان کے لیے ہی آیا تھا۔ مگر صحابہؓ کو بھی چشم زخم پہنچا اور بعض جو علم الٰہی میں مقدر تھے، شہید ہو گئے۔ جن کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ

(البقرہ:155)

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

(آل عمران: 170)

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاویں ان کو مردے مت کہو بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور اسی جگہ ان کی نسبت فرمایا: فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ (آل عمران:171) اب بتاؤ کہ وہ جنگ ایک ہی قسم کا تھا، لیکن وہ کفار کے لیے عذاب تھا مگر صحابہؓ کے لیے باعثِ شہادت۔ اسی طرح پر اب بھی حالت ہے۔ لیکن انجام کار دیکھنا چاہئے کہ طاعون سے فائدہ کس کو رہتا ہے۔ ہم کو یا ہمارے مخالفین کو۔ اس وقت معلوم ہوگا کون کم ہوئے اور کون بڑھے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور اس کی وجہ طاعون ہی ہے۔بعض ایسے لوگوں کی درخواستیں بیعت کے واسطے آئی ہیں۔ جو طاعون میں مبتلا ہو کر لکھتے ہیں کہ اس وقت مجھے طاعون ہوا ہوا ہے۔ اگر زندہ رہا تو پھر آ کر بھی بیعت کر لوں گا۔ فی الحال تحریری کرتا ہوں۔ طاعون کے ذریعہ کئی ہزار آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔

خلیفہ صاحب: وہ جنگ تو اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے تھا۔

حضرت اقدس: یہ طاعون بھی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہی ہے...... یہ طاعون ہمارے لئے کام کر رہی ہے۔ اگر اس گروہ میں ایک شہید ہو جاتا ہے تو اس کے قائمقام ہزار آتے ہیں۔ یہ نادانوں کا شُبہ فضول ہے کہ کیوں مرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں صحابہؓ جنگ میں کیوں شہید ہوتے تھے؟ کسی مولوی سے پوچھو کہ وہ جنگ عذاب تھی یا نہیں؟ ہر ایک کو کہنا پڑیگا کہ عذاب تھی۔ پھر ایسا اعتراض کیوں کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلّم پر جا پڑتا ہے، لیکن اگر کوئی کہے کہ پھر نشان مشتبہ ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ نشان مشتبہ نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ انجامکار کفار کا ستیاناس ہو گیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اور اسلام ہی اسلام نظر آتا تھا؛ چنانچہ آخر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (النصر:2-3) کا نظارہ نظر آ گیا۔ اسی طرح پر طاعون کا حال ہے۔ اس وقت لوگوں کو تعجب معلوم ہوتا ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ایک وقت آتا ہے، جب طاعون اپنا کام کر کے چلی جائے گی۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ اس نے کس کو نفع پہنچایا اور کون خسارہ میں رہے گا۔ یہ اس زمانہ کے لیے ایک عظیم الشان نشان ہے جس کا ذکر سارے نبی کرتے چلے آئے ہیں اور طاعون سے اس قدر جلدی لوگ حق کی طرف آ رہے ہیں کہ پہلے نہیں آ رہے تھے۔

خلیفہ صاحب: حضور! کیا ایسے لوگ مامون ہو جائیں گے؟

حضرت اقدس: اس میں کیا شک ہے کہ وہ امن میں تو ہو گئے۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر ان میں سے کوئی مر بھی جاوے تو وہ شہادت ہو گی اور خدا کے مامور پر ایمان لانے کا یہ فائدہ تو حاصل ہو گیا...... میں یقین رکھتا ہوں، جس مومن کے وجود خلق اللہ کا نفع ہو اور اس کی موت شماتت کا باعث ہو وہ کبھی طاعون سے نہیں مرے گا۔ میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو جو شناخت کا حق ہے۔''

اللہ کے نشانوں میں التباس ہوتا ہے

''یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ نشان بھی ہوتے ہیں اور ان میں التباس بھی ہوتا ہے..... چنانچہ جنگوں میں صحابہ بھی قتل ہوئے بعض کمزور ایمان والوں نے اعتراض کیا کہ اگر یہ عذاب ہے تو ہم میں سے لوگ کیوں مرتے ہیں اس پر خدا نے فرمایا

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران:141) پس اگر ہماری جماعت میں سے کوئی بھی نہ مرے اور کل قومیں مرتی رہیں تو کل دنیا ایک ہی دفعہ راہ راست پر آ جاوے اور بجز اسلام کے اور کوئی مذہب دنیا پر نہ رہے حتی کہ گورنمنٹوں کو بھی مسلمان ہونا پڑے۔ اور یہی سِر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی فوت ہوئے تھے۔ ہاں سلامتی کا حصہ نسبتاً ہماری طرف زیادہ رہے گا..... اس جماعت کا قطعاً محفوظ رہنا یہ الفاظ کہیں ہم نے نہیں لکھے اور نہ یہ سنت اللہ ہے اگر ایسا ہو تو پھر تو اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ہو جاتا ہے''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 122-123 ایڈیشن 2016ء)

غلطی فہمی کی تصحیح

''احمقوں کو ان بھیدوں کی خبر نہیں خدا کا وعدہ نسبتاً حفاظت کا ہے نہ کہ کلیۃً پھر یہ بھی یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اگر ہماری جماعت کا ایک مرتا ہے تو اس کے بدلے تین سو آ جاتے ہیں۔ انجام ہمیشہ متقیوں کے واسطے ہی ہوتا ہے.....بعض لوگ ہماری جماعت میں سے بھی غلطی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی نہ مرے گا یہ ان کو مغالطہ لگا ہے ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا اگرچہ ایک حد تک خدا نے وعدے کئے ہوئے ہیں مگر ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جماعت سے مطلقاً کوئی بھی نشانہ طاعون نہ ہو۔ یہ بات ہماری جماعت کو خوب یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی نہ مرے گا۔ ہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد:18) پس جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بناویں گے ان کی عمریں خدا زیادہ کرے گا خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بہت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور بجا لانی چاہئے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 123-124 ایڈیشن 2016ء)

ایک اور موقع پر کسی کے اعتراض پر فرمایا:

''کسی نے اعتراض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں کوئی احمدی طاعون سے فوت ہوتا ہے؟

فرمایا کہ: ''یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ انجام کو نہیں دیکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جب ایک طرف کافر مرتے ہوں گے اور ایک طرف صحابہ بھی۔ تو لوگ اعتراض تو کرتے ہوں گے کہ مرتے تو وہ بھی ہیں پھر فرق کیا؟ اس لیے ہمیشہ انجام کو دیکھنا چاہئے۔ ایک وہ وقت تھا کہ آنحضرتؐ اکیلے تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا ہر ایک مقابلہ کے لئے طیار ہوتا۔ اب ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر طاعون سے ہمارے مرید مرتے جاتے ہیں تو پھر ہماری ترقی کیوں ہوتی جاتی ہے؟ اور ان کی جمعیت کیوں گھٹتی جاتی ہے؟''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 86 ایڈیشن 2016ء)

دوہرا نقصان کرنے والے نہ ہوں

آپؑ فرماتے ہیں:

''مجھے یہ فکر ہے کہ وہ مثل نہ ہو'' کے نقصانات بقیہ صفحہ 6 پر

دعا کا تحفہ

یوم النحر کی دعا

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ نے یوم النحر (10 ذوالحجہ قربانی کے دن) میں رسول اللہؐ کو قرن الثعالب مقام پر کھڑے دیکھا آپؐ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَانِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنٍ

(کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 1209)

ترجمہ:۔ اے زندہ اے قائم رہنے والے! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تیری رحمت کے ساتھ تیری مدد مانگتا ہوں میرے سب حال کے لئے تو خود ہی کافی ہو جا اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کرنا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 93 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سعدیہ طارق

سنت ابراہیمی یعنی بت شکنی

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ ہر صاحب حیثیت پر (جس کو نہ مالی تنگی ہو نہ سفر کی پابندیاں ہوں) زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ ہر مسلمان خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس فریضہ کو زندگی میں ایک بار کسی نہ کسی طرح ادا کرسکے۔ امیر آدمی کے لئے مالی لحاظ سے تو مشکل نہیں لیکن غریب آدمی اپنی ساری زندگی کی پونجی جمع کرتے گزار دیتا ہے تا کہ وہ زندگی میں ایک دفعہ حج کرسکے۔

باقی ممالک کے لوگوں کا تو اندازہ نہیں لیکن ہمارے ایشیائی ممالک میں اکثر لوگ حج کے بعد اپنے نام کے ساتھ حاجی لفظ کا اضافہ کر کے گویا ایک سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ باقی مسلمان جو حج نہیں کر سکتے وہ قربانی کر کے ابراہیمی سنت کو پورا کرتے ہیں۔

قربانی کی ”حقیقت“ کیا ہے اس بات کی طرف اکثر لوگ توجہ نہیں دیتے وہ صرف ہزاروں لاکھوں کا جانور لے کر دکھاوے کے طور پر قربانی کر دیتے ہیں۔

قربانی ہم سے کیا تقاضا کرتی ہے؟۔ اس پر غور کرنا بے حد ضروری ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا ایمان اور تقویٰ اور اطاعت بھی مانگتی ہے۔ قربانی کے اس معیار پر پہنچنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کا مقام اور نیکی کا معیار اس قدر بلند تھا کہ خدا نے آپ کی نسل میں نبی در نبی پیدا کئے اور حضرت ابراہیمؑ نبیوں کے باپ کہلائے آپ کا مقام اتنا بلند تھا کہ نبیوں کے سردار پر درود بھیجتے ہوئے آپ پر بھی درود بھیجا جاتا ہے اور درود شریف کو درود ابراہیمی بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم کو خدا تعالیٰ نے خلیل اللہ یعنی اپنا دوست کہا ہے۔ دوست ایک دوسرے کا عکس ہوتے ہیں یعنی حضرت ابراہیمؑ میں خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کا رنگ بھی ڈال دیا۔

دوسری جگہ حنیف کہا یعنی جھکنے والا فرمانبردار، ہمارے مذہب کا مطلب بھی فرمانبرداری ہے۔

اللہ نے تمام مومنوں کو ابراہیم کے دین کی پیروی کرنے کا حکم دیا، ابراہیم کی پیروی کرنے کا مطلب ان کی صفات کو اپنانا اور ان کی سنت پر عمل کرنا ہے، یہ کوئی آسان بات نہیں اللہ کا دوست بننے کے لئے اپنا قربانی اور اطاعت کے معیار بلند کرنا بے حد ضروری ہے۔

ابراہیم تو بت شکن تھے۔ آج کا انسان تو بت پرست بن گیا ہے، دنیا پرستی کا بت، انا پرستی کا بت، جھوٹی نمود و نمائش کا بت اولاد اور مال کی محبت کا بت ان سب بتوں کو توڑنا یعنی قربانی سے پہلے بت شکنی بھی قربانی کا حصہ ہے یہی سنت ابراہیمی ہے۔

رسم و رواج میں جکڑا ہوا انسان خود ہی نمرود کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ لڑائی جھگڑا دھنگا فساد، بے حیائی فرقہ پرستی کی آگ بھڑکانے والا بن گیا ہے۔ ابراہیم تو آگ ٹھنڈی کرنے والے تھے ان کی سنت پر عمل کرنے کے لئے آگ ٹھنڈی کرنے کا وظیفہ بھی سیکھنا بے حد ضروری ہے۔ وہ وظیفہ صرف خدا پر مکمل ایمان، یقین سے ہی سیکھا جا سکتا ہے، ابراہیم توحید پرست تھے توحید پر ایمان تبھی مکمل ہوتا ہے جب دنیا کے اسباب پر بھروسہ چھوڑ کر خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے طبیب کی دوا میں شفا بھی خدا تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں پڑ سکتی اپنی ساری کوششوں عقلوں، طاقتوں سمیت بھی انسانی تدبیر خدا کی تدبیر کے آگے ناکام ہو جاتی ہے، دنیاوی اسباب پر بھروسہ ہی شرک کا دوسرا نام ہے دنیاوی اسباب کے ساتھ تائید ربی ضروری ہے اس کے لئے خدا کی تمام صفات پر ایمان ضروری ہے، خدا کے نبی خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں، ان کی سنت پر چلنا ہی ایمان کو کامل کرتا ہے، قربانی دراصل ایک طرح کا تجدید عہد ہے کہ ہم پوری طرح سنت ابراہیم کی پیروی کریںگے نفس کے سب بت توڑ کر خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریںگے مال اور اولاد کو بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔

وقت کا امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ایک نعمت عظمیٰ ملی ہے، ان کے ہر حکم پر سنت ابراہیمی کی طرح اطاعت اور وفاداری کا نمونہ دکھائیں اور اپنی دنیا اور عاقبت سنواریں۔

اعلان نکاح

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 2/ جولائی 2022ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

• عزیزہ آمنہ اعجاز خان (واقفۂ نو) بنت مکرم اعجاز اللہ خان صاحب (سپین)
ہمراہ عزیزم فیروز ادیب اکمل (مربی سلسلہ۔ جرمنی) ابن مکرم مبارک اکمل صاحب

• عزیزہ صوفیہ تنویر (واقفۂ نو) بنت مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (امریکہ)
ہمراہ عزیزم علی صفدر (واقفِ نو) ابن مکرم صفدر محمود سعید صاحب (کینیڈا)

• عزیزہ نورین گھمن (واقفۂ نو) بنت مکرم ناصر احمد گھمن صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم رضوان کفایت چیمہ (واقفِ نو) ابن مکرم کفایت چیمہ صاحب (ڈاربی۔ یوکے)

• عزیزہ نعما سیف اللہ بنت مکرم خالد سیف اللہ صاحب (برمنگھم۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم صفی الرحمان رانا (واقفِ نو)
ابن مکرم عزیز الرحمان رانا صاحب (ہڈرزفیلڈ۔ یوکے)

• عزیزہ امۃ الحلیم شمیم بھٹی (واقفۂ نو) بنت مکرم شمیم اختر بھٹی صاحب (لندن۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم شائل عبد اللہ ابن مکرم ملک محی الدین محمد عبد اللہ صاحب (بورڈن۔ یوکے)

• عزیزہ سامعہ خالد بنت مکرم محمد خالد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم ثوبان تنولی ابن مکرم مطیع الرحمان صاحب (آسٹریلیا)

• عزیزہ امۃ الودود بنت مکرم محمد ساجد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم سُمیر علی شاہ بخاری ابن مکرم قادر اعظم صاحب (جرمنی)

(ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے جملہ نکاحوں کے لواحقین کو مبارکباد پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے)

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ مبارکہ شاہین۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

الفضل ہمارے لئے بہت خوبصورت روحانی مائدہ ہے۔ اس میں ہماری دینی و دنیاوی تعلیم، دونوں کا سامان ہوتا ہے۔ روزانہ کا الفضل پڑھ کر مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ کوئی میرے دل کو پڑھ کر اسکے مطابق ’’الفضل‘‘ بنا دیتا ہے۔یعنی جو چیز پڑھنے کی خواہش یا طلب ہوتی ہے ’’الفضل‘‘ کھولو تو اکثر مواد اسکے حوالے سے ہوتا ہے، الحمدللہ۔

لکھنے والے اور لکھنے والیاں اتنا خوبصورت لکھتی ہیں کہ انکی تحریرات پڑھ کر رشک آتا ہے۔ ویسے تو ماشاءاللہ سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک لکھنے والے ہیں لیکن نئے نام بھی ماشاءاللہ خوب لکھ رہے ہیں، مکرمہ صدف علیم صدیقی، مکرمہ ثمرہ خالد، مکرمہ سدرۃ المنتہیٰ، مکرمہ سعدیہ طارق بہت سے نام ہیں۔ درثمین تو ماشاءاللہ خوب منجھ گئی ہیں۔صفیہ بشیر سامی صاحبہ کی تحریروں میں بے حد چاشنی ہوتی ہے، بہت خوب لکھتی ہیں۔ مکرمہ نبیلہ فوزی کبھی کبھی لکھتی ہیں مگر بہت اچھا لکھتی ہیں اور امۃ الباری ناصر صاحبہ کی تحریرات کی تو میں بڑی مداح ہوں۔ اتنی سادہ اور خوبصورت تحریر کا ملکہ کسی کسی میں ہوتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اکثر انکی تحریریں پڑھنے کو ملتی رہیں۔معلوم نہیں اتنا خوبصورت کیسے لکھ لیتی ہیں۔ طاہرہ زرتشت صاحبہ بھی بہت علمی اور تحقیقی مضامین لکھتی ہیں۔اب نہ جانے کیوں کافی عرصہ سے ان کا کوئی مضمون نہیں پڑھا۔ امۃ الحکیم عائشہ صاحبہ کی تحریر ان کی دادی جان کے بارہ میں بھی بہت خوب تھی۔منزہ سلیم صاحبہ بھی بہت علمی مضامین لکھتی ہیں مگر نہ جانے کیوں کم کم لکھتی ہیں۔شاید میری طرح پھول، پودے اگانے میں مصروف ہوگئی ہیں۔ پھول پودوں سے یاد آیا کہ خاکسار اس مکتوب میں مکرمہ امۃ الباری ناصر کے مضمون ’’نایاب ہوتے پانی کی قدر کریں‘‘ پہ مختصر تبصرہ لکھنا چاہے گی کہ انکے بیان کردہ حالات ربوہ کے اکثر باسیوں کے رہے ہیں۔ پانی کی قدر تو ویسے میں کرتی ہی تھی لیکن پچھلے دو تین سال سے الحمدللہ زیادہ تر کر رہی ہوں۔ چاول، دال سبزی دھونے سے جو پانی نکلتا ہے وہ اکثر پھولوں کی کیاری میں ڈال دیتی ہوں۔ فائدے کا فائدہ ہے اور بچت کی بچت۔

مرد حضرات لکھاریوں میں مکرم ایف آر ابن بسمل، مکرم محمد عمر تماپوری، مکرم کاشف احمد، مکرم اطہر حفیظ فراز اور ہمارے سب نئے مربیان کرام بہت عمدہ لکھتے ہیں۔ باقی سب بھی ماشاءاللہ عمدہ تحریرات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلطان القلم کے سب لکھنے والوں کی تحریروں میں نیک اثر پیدا کر دے، پیارے خلیفہ وقت کی آنکھیں ہم سب سے ٹھنڈی ہوں، آمین

• مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ برطانیہ سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 30 جون 2022ء کی اشاعت میں ’’اللہ کا رنگ پکڑو‘‘ میں نے بہت شوق اور سبق سمجھ کر پڑھا ہے۔ بہت اچھا لگا میرے لئے یہ ایک بہت بڑی روشنی ہے جو مجھے آپ کی وساطت سے ملی ہے۔ جزاکم اللہ۔ ویسے تو آپ کے تمام اداریے ہی بہت زبردست ہوتے ہیں۔ مجھے سیکھنے کو بہت کچھ مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہمیں یہ سب کچھ پڑھنے کو ملتا رہے آمین۔

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 30 جون 2022ء کی اشاعت میں اداریہ ’’اللہ کا رنگ پکڑو‘‘ میں صفاتِ باری تعالیٰ کو مختصر مگر نہایت موثر اور عام فہم طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ پڑھتے ہوئے خیال آیا کہ یہ بچوں کے لیے بھی بے حد مفید ہوگا۔ اگر صفاتِ باری تعالیٰ یاد کرواتے ہوئے بیان شدہ مفہوم بھی ساتھ بتایا جائے نیز یہ کہ باقی اقساط آنے پر اسکا جرمن میں بھی ترجمہ کروالیا جائے تاکہ اردو پڑھنے لکھنے سے ناواقف بچے بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے اور ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں صبغۃ اللہ اختیار کرنے کا خوگر بنائے۔ آمین۔ اداریہ کی دیگر اقساط کا بھی شدت سے انتظار رہے گا۔

• مکرم اے آر بھٹی۔ ملبرن آسٹریلیا سے لکھتے ہیں

روزنامہ الفضل جدید دور کی ٹیکنالوجی سے بخوبی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ہم آج سے پچاس سال پیچھے جائیں اور سوچیں کہ ہم کیا تھے اور آج کہاں کھڑے ہیں تو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ اخبار الحکم سے شروع ہو کر بندش الفضل اخبار تک اور پھر روزنامہ الفضل آن لائن لندن سے اجراء۔سوچیں تو قارئین! کیا یہ ترقی کم ہے؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی یہ سب ممکن ہوا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی اسے ترقیات سے نوازتا رہے، آمین۔ دنیا کے پرنٹ میڈیا اور اخبارات کو دیکھیں تو وہ بھی خود کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ یہ روزنامہ ان سب اخبارات کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اگر نہیں تو ان شاءاللہ بہت جلد ان دنیاوی اخبارات کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا۔ کیونکہ یہ واحد اخبار ہے جو پوری دنیا کو روحانی راہنمائی دیتا ہے اور جدت پسند بھی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام و ارشادات اور مسیح دوراںؑ اور خلفائے احمدیت کے فرمان پوری دنیا کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں۔ روزنامہ الفضل آن لائن اخبار کی سہولت ہمارے جیسے لوگوں کے لئے روحانی تسکین کا موجب بنتی ہے جس کے ذریعے جماعت کی دینی ترقی اور دیگر اہم معلومات مہیا ہوتی ہیں۔ مدیر صاحب اور ان کے ساتھی ہمہ وقت اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ اس روزنامہ کو جدید سے جدید تر بنایا جائے تاکہ اس سے احباب جماعت اور پوری دنیا کے قارئین احسن رنگ میں مستفیض ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں میں برکت ڈالے تاکہ حضرت سلطان القلمؑ کے پیغام کو دنیا میں بہترین رنگ میں پہنچایا جاسکے اور خدا کے فضل سے پہنچایا بھی جارہا ہے۔ اور اس روحانی مائدے کو جدید تقاضوں کے مطابق محفوظ /اکٹھا کیا جاسکے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خدا تعالیٰ پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اسی طرح ہم اور پوری دنیا ان سے فیض پاتے رہیں، آمین۔

• مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی لکھتے ہیں۔

مورخہ 25 جون 2022ء کے شمارے میں ’’ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ‘‘ موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ان تفصیلی ہدایات پر ان شاء اللہ العزیز کاربند رہنے کی حتی المقدور کوشش کروں گا۔ یہ ہدایات نہ صرف کمپوزنگ کرنے والے حضرات کی لئے بلکہ مضمون نگاروں کے لئے بھی نہایت اہم اور مفید ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو اجر عظیم عطا فرمائے جو نہایت احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور دعاؤں کی برکت سے دن بہ دن اخبار الفضل آن لائن کا معیار بہتر سے بہتر ہوتا چلا جارہا ہے۔ ماشاءاللہ! اللّٰھم زد فزد!

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع بھجواتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 18/ جون 2022ء بروز ہفتہ اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر 12 بجے دوپہر کو ایک نماز جنازہ حاضر اور درج ذیل چند نماز جنازہ پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ راشدہ وسیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی ناصر احمد صاحب بھٹی مرحوم (نارتھ ویلز۔ یوکے)

14/ جون 2022 کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت قاضی عبد الرحیم صاحبؓ کی پوتی اور حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی پڑپوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت نرم مزاج، ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے، ایک بیٹی اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم خالد ولید گنزالز صاحب (مربی سلسلہ) جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسی سال میدان عمل میں آئے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم منیر احمد طاہر صاحب (جرمنی)

26/ مئی 2022 کو 34 سال کی عمر میں ایک کار حادثے میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا کو حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا کا نشان دیکھ کر 1953 کے جلسہ سالانہ ربوہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت ملی۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعاگو، ملنسار، غریب پرور، بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ایوان محمود ربوہ میں کافی عرصہ شعبہ اعتماد میں رضاکارانہ خدمت کی توفیق پائی اور ہمیشہ پیچھے رہ کر کام کرنا پسند کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور والدین کے علاوہ پانچ بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ آپ مکرم عبد المجید عامر صاحب (مربی سلسلہ۔ عربی ڈیسک یوکے) کے بھانجے تھے۔

2- مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد بٹ صاحب (نیویارک۔ امریکہ)

26/ مارچ 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت غلام علی صاحب رضی اللہ عنہ اور دادی حضرت حسین بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحومہ کا تعلق سرائے عالمگیر کے قریب ایک گاؤں کوٹیاں سے تھا۔ 1998 میں اپنے میاں کے ساتھ کینیڈا منتقل ہوگئیں اور پیس ولیج میں سکونت اختیار کی۔ 2020 سے اپنے چھوٹے بیٹے کے پاس نیویارک میں رہائش پذیر تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والی، شفیق، غریب پرور، ایک نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم عثمان شہزاد بٹ صاحب یہاں انگلستان میں مربی سلسلہ اور ایک نواسے عزیزم رضوان شہزاد بٹ جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہیں۔

3- مکرمہ ناصرہ بشارت صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب (اوکاڑہ)

21/ مئی 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کو دو مرتبہ صدر لجنہ حلقہ بیت الناصر اوکاڑہ شہر خدمت کی توفیق ملی۔ حلقہ کے اجلاسات کے لئے اپنا گھر بھی پیش کیا ہوا تھا۔ خلافت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر لبیک کہتی تھیں۔ اپنے گھر کے نچلے حصہ میں 33 سال سے ایک پرائیویٹ سکول چلا رہی تھیں۔ شروع شروع میں تو سکول کی آمدنی سے اپنی خانگی ضروریات پوری کیں۔ لیکن تقریباً بیس سال سے سکول کی ساری آمدنی بلکہ اپنی جیب سے بھی بہت بڑی رقم غریب اور مستحق احمدی اور غیر احمدی بچیوں کی شادیوں پر لگا رہی تھیں۔ مرحومہ بہت حلیم، ملنسار اور نفیس خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

4- مکرمہ عطیہ شریف صاحبہ (سابقہ نیشنل صدر لجنہ کینیڈا)

2/ اپریل 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا مکرم سیٹھ محمد غوث صاحب اگرچہ صحابی نہیں تھے لیکن ان کے جماعت سے بے پناہ خلوص اور خلافت کے ساتھ اطاعت و وفاداری کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں قطعہ صحابہ میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ مرحومہ 1970 میں کینیڈا آئیں۔ آپ نے نائب صدر لجنہ، نیشنل سیکرٹری مینا بازار، نیشنل سیکرٹری مال کے علاوہ نیشنل صدر لجنہ کینیڈا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنے دور صدارت میں نہایت عمدگی سے ناصرات کے لئے ہفتہ وار تعلیمی و تربیتی کلاسز کا انتظام کیا۔ خود کینیڈا کے مغربی حصہ میں رہنے والی بچیوں کی کلاس لیتی تھیں۔ 1982 میں ناصرات الاحمدیہ کینیڈا کا پہلا سالانہ اجتماع بھی آپ ہی کے دور صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ نے لجنہ اور ناصرات کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں نہایت اعلیٰ رنگ میں نبھائیں۔ آپ کو جماعت کے شعبہ مال میں بھی متفرق خدمات کی توفیق ملی۔ جن میں ایک نمایاں خدمت نیشنل کمپیوٹر کمپنی کے ساتھ بطور انچارج ڈیٹا انٹری ایک طویل عرصہ تک کام کرنا بھی شامل ہے۔ آپ ایک بہت حیادار، پنجوقتہ نمازوں کا اہتمام کرنے والی، خلافت سے محبت کرنے والی اور تمام جماعتی کاموں میں اعلیٰ نظم وضبط کے قیام کو ترجیح دینے والی، ایک نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

5- مکرم وزیر محمد صاحب (ربوہ)

17/ اپریل 2022 کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق چرناڑی کوٹلی آزاد کشمیر سے تھا۔ آپ ریٹائرڈ فوجی تھے۔ تقریباً بیس سال فوج میں رہے اور اس دوران 1965 اور 1971 کی جنگوں میں حصہ لیا اور حکومت پاکستان کی طرف سے ستارہ جرأت حاصل کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بچوں کی تربیت کی خاطر ربوہ شفٹ ہو گئے۔ جب تک ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا تو آپ کشمیر سے آنے والے اپنے رشتہ داروں کی رہائش اور مہمان نوازی کا انتظام بڑے شوق سے اپنے گھر میں کرتے تھے۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، جماعتی خدمت میں پیش پیش، بہت محنتی، جفاکش، مہمان نواز، خلافت کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کا تعلق رکھنے والے، ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آخری عمر تک بہت باعمل اور فعال زندگی گزاری۔ رات کا زیادہ حصہ نوافل اور بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت میں گزارتے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

بقیہ صفحہ 14 پر

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب...... از صفحہ 13

6- مکرمہ صغریٰ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم رفیع الدین صاحب مرحوم (المعروف رشید برادرز ٹینٹ سروس ربوہ/رفیع بینکویٹ ہال ربوہ)

25/ مئی 2022 کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے میاں کے دادا حضرت جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ آپ کو شادی کے وقت قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ مرحومہ تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، بہت نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ اپنے حلقہ میں لجنہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ محلہ میں جماعتی اور تنظیمی چندہ جات میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں اور جب بھی جماعتی یا تنظیمی طور پر حلقہ میں چندہ کے ٹارگٹ کے حصول کے لئے ان سے رابطہ کیا جاتا تو بہت کھلے دل کے ساتھ ادائیگی کرتیں۔ عائلی بیعت وغیرہ یا کوئی اور خوشی کا جماعتی موقع ہوتا تو پورے حلقہ میں شیرینی تقسیم کرواتیں۔ بہت سے ضرورت مند افراد کی خاموشی سے مدد کرتی تھیں اور کسی بھی ضرورت مند کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتی تھیں۔ آپ نے بہت سی ضرورت مند بچیوں کی شادیاں بھی کروائیں۔ اپنے گھر جلسہ یا دیگر موقعوں پر آنے والے مہمانوں کی ہمیشہ کھلے دل اور خوشی کے ساتھ مہمان نوازی کرتی تھیں۔ اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں کے ساتھ بھی ہمیشہ بہت اچھا سلوک رکھا۔ آپ کے گھر کے سامنے چمن عباس میں بہت سارے گھر غیر از جماعت لوگوں کے ہیں، ان کی غمی اور خوشی میں بھی ہمیشہ شامل ہوتی تھیں اور ان کا بھی ہر لحاظ سے خیال رکھتی تھیں۔

پسماندگان میں آٹھ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

7- عزیزم صیام احمد (دارالیمن شرقی صادق ربوہ)

17/ مئی 2022 کو اپنے کزنوں کے ہمراہ دریا پر نہانے گئے تھے کہ کسی چٹان سے ٹکرانے پر زخمی ہونے کی وجہ سے ڈوب کر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کی عمر 20 سال تھی۔ عزیز B.sc کے ذہین اور قابل طالب علم تھے اور ہمیشہ تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ الفضل آن لائن جملہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے)

گھر سے باہر جانے کی دعا

• حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ اَنۡ نَزِلَّ اَوۡ نَضِلَّ اَوۡ نَظۡلِمَ اَوۡ نُظۡلَمَ اَوۡنَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیۡنَا

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منہ، حدیث نمبر 3427)

اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہمارے قدم (تیرے راستہ سے) خود ڈگمگائیں، یا ہم کسی اور کے قدم ڈگمگائیں اور اس سے کہ ہم کسی کو گمراہ کریں اور اس سے کہ ہم (کسی پر) ظلم کریں، یا ہم پر ظلم کیا جائے، یا ہم (کسی کے ساتھ) نادانی (بدتمیزی) کریں، یا ہم پر نادانی (بدتمیزی) کی جائے۔

ایک سبق آموز بات

بہانہ تراشی سے اجتناب

آپ کا کوئی بھی عمل در اصل آپ کے انتخاب کا نتیجہ ہوتا ہے جو آپ کی سوچ پر منحصر ہے۔ اس لئے اپنی سوچ کی خود ذمہ داری لینا ایک قابل قدر شخصیت کا ہی خاصہ ہوتا ہے اور ایک باعزت انسان کبھی حالات اور دوسرے کسی شخص کو اپنے کسی ناقص عمل کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا۔ جیسا کہ اگر صبح دیر سے اٹھنے اور کام پر تاخیر سے آنے کی عادت ہو تو بہانے بنانے کی جگہ اپنی کمزوری تسلیم کر لینا اور اس کے ٹھیک کرنے کے لئے مشورہ مانگنا بہتر ہوتا ہے۔

کاشف احمد

فقہی کارنر

عید الاضحیہ کا خطبہ دیتے ہوئے (جو خطبہ الہامیہ کے نام سے معروف ہے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

(عربی عبارت سے ترجمہ) میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو اُن قربانیوں پر سبقت ہے کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُن کے خون جمع کئے جائیں اور اُن کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں اور دریا بہہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 32-33)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

9/جولائی2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:18	19:07
مدینہ منورہ	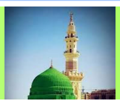	04:09	19:14
قادیان		03:52	19:37
ربوہ		03:32	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	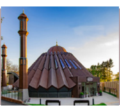	03:29	21:18